

# تقدیس علم کی ضرورت

پروفیسر محمد سلیم صاحب

اللہ کی طرف سے نازل شدہ آخری ہدایت اسلام ہے۔ انسانی زندگی کی فلاح و بہبود کی واحد ضمانت اسلام ہے۔ اسلام کے باہر زندگی بسر کرنے کے تمام طریقے گمراہی ہیں اور جاہلیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”پھر حق (اسلام) کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟ آخر تم کدھر پھرانے جا رہے ہو“ (یونس - ۳۴) جہاں خدا پرستی نہیں ہوتی وہاں ضرور غیر اللہ پرستی ہوگی۔ غیر اللہ پرستی خواہ کسی شکل میں ظاہر ہو دراصل وہ انسان پرستی ہوتی ہے۔ انسان پرستی کو خواہ کتنے ہی خوبصورت الفاظ میں پیش کیا جائے وہ درحقیقت خود پرستی اور خود غرضی کا ہی پرتو ہوتا ہے۔ خود پرستی اور خود غرضی گمراہی کے سوا اور کیا ہے! قرآن مجید کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جاہلیت کی زندگی عالم انسانیت کے لئے تباہی کا پیش خیمہ ہے اور اسلامی زندگی عالم انسانیت کے لئے فوز و فلاح کا ذریعہ ہے۔

انسان پرستی میں زندگی گزارنے کے لئے انفرادی عقل کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔ انسان خود مکتفی ہونے کا دعوے دار بن جاتا ہے۔ انسان انا ولا غیر کی کانوہ بلند کرتا ہے۔ دنیا میں ساری خرابیوں، ساری زیادتیوں اور سارے مظالم کی حقیقت رسی کی جائے تو ان مفسد کی جڑ انسان کی گمراہ ذہنیت میں پنہاں ہے۔ انسان اپنے دائرہ کار سے اور اپنی حقیقت سے تجاوز کر جاتا ہے۔ بندہ بن کر مقام بندگی پر قناعت نہیں کرتا بلکہ خدا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ الوہیت کی قبازیب تن کر لیتا ہے۔ اپنے جیسے دوسرے انسانوں کا خدا بن کر ان پر

حکومت کرتا ہے۔ دوسرے انسانوں کو اپنا محکوم بنا لیتا ہے۔ غلامی بہر حال انسانیت کی تزیل ہے خواہ قدیم زمانہ کی محسوس غلامی ہو یا جدید دور کی غیر محسوس غلامی، وہ خود کو دوسرے انسانوں کا مالک، حاکم، قانون ساز اور نیکمران بن جاتا ہے۔ دوسرے تمام انسان اس کے سامنے جواب دہ ہیں مگر وہ خود کسی کے سامنے خواب دہ نہیں ہوتا۔ دوسرے تمام انسانوں پر وہ اپنا قانون اور سزا نافذ کرتا ہے، مگر اس پر کوئی قانون اور سزا نافذ نہیں کرتا اور ہیت کا جہاں زیب تن کرنے والا کبھی ایک فرد ہوتا ہے اور کبھی ایک گروہ۔

اپنے جیسے انسانوں کی حاکمیت کو انسان بالطبع ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے جس میدان میں اور جس درجہ میں جب کوئی فرد محسوس کرتا ہے کہ میں طاقتور ہوں، وہ ماتحتی قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ وہ بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ بغاوت کے شہسہ اور غیر شانستہ بہت سے طریقے ہیں۔ قتل اور ڈاکہ بھی درحقیقت بغاوت ہے اور انسانی قانون کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ بتدریج معاشرہ میں ہر قسم کے مظالم پیدا ہو جاتے ہیں، شر و فساد، ظلم و عناد اور بدبینی و بد عملی سارے عالم کو گھیر لیتی ہے۔

ان حالات میں سب سے مشکل مرحلہ اصلاحِ حال اور خیر خواہی کے نقطہ نظر سے یہ ہوتا ہے کہ کہاں سے آغاز کیا جائے، کس خرابی کو چھڑا جائے اور کس کو چھوڑ دیا جائے جسی نگاہ رکھنے والا انسان عام طور پر چند ایک ظاہری برائیوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے، مگر ایسوں میں اس کی نظر جاتی ہی نہیں۔ برائیوں کی جڑ بدستور باقی رہ جاتی ہے۔ ظاہری طور پر تھوڑی بہت اصلاح ہو جاتی ہے مگر اصل برائیاں بڑھتی اور پھیلتی رہتی ہیں، ابنتہ اللہ کے فرستادہ نبیوں کی نگاہ حقیقت میں ہوتی ہے۔ وہ برائی کی اصل جگہ اور جڑ پر توجہ دیتی ہے۔ اس لئے ان کی اصلاح کامیاب اور دیرپا ہوتی ہے۔

انبیاءِ اکرام کے طریقہ کار پر گفتگو کرنے سے قبل ایک حقیقت کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ تحلیل نفسی کے جدید مغربی ماہرین، فرائڈ، میک ٹیگرٹ اور برگسان وغیرہ خواہ کچھ بھی دعویٰ کرتے ہیں یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ انسانی زندگی میں اول درجہ علم کا ہے، اس کے بعد عمل کا نمبر آتا ہے۔ جبیلوں کا دائرہ انسانی زندگی میں نہایت محدود ہے اور وہ بھی انسان کے ارادہ کی

زند سے ماوریٰ نہیں ہے۔ اس لئے انبیاءِ اکرامِ اصحابِ کار کا آغاز علم کی تطہیر اور تقدیس سے کرتے ہیں۔ افکار کی اصلاح کے بعد اعمال کی اصلاح کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر وحی الہی کے طریقِ ہدایت میں اولین اہمیت علم کو حاصل ہے مگر نہ محض علم کا حصول کافی ہے اور نہ ہر قسم کے علوم کا درجہ برابر ہے۔ رسول اللہ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی وہ یہ ہے ”پڑھو (اے نبی) اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے (علق ۱)۔ اس پہلی وحی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور رسول کے توسط سے امت مسلمہ کو اور عالم انسانیت کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس اولین حکم میں یہ بات عیاں ہو گئی کہ انسان زندگی میں اولین اہمیت علم کو حاصل ہے، معاشرہ میں اصلاح کار کا آغاز حصول علم سے ہونا چاہیے، علم کے بغیر کوئی شخص راہِ ہدایت نہیں پا سکتا، مگر مجرد علم کا حصول کافی نہیں ہے۔ یہاں وحی الہی نے ایک نہایت اہم شرط کا اضافہ کیا ہے جس سے علم کی تقدیس اور رفعت کا طریقہ کار معلوم ہو جاتا ہے۔ اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ ایک علم وہ ہے جو اللہ کے نام کے ساتھ حاصل کیا جاتا ہے اور دوسرا علم وہ ہے جو اللہ کے نام کے بغیر حاصل کیا جاتا ہے جو نفس کے نام پر حاصل کیا جاتا ہے۔ جو قوم پرستی اور وطن پرستی کے نام پر حاصل کیا جاتا ہے جو اپنے جیسے انسانوں پر غلبہ اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔ بہر حال جو علم غیر اللہ کے نام پر حاصل کیا جاتا ہے وہ انسان کے وردوں کا مددوا نہیں ہو سکتا۔ اس علم میں انسان کتنی ہی ترقی کر جائے وہ بدستور گمراہی پر گامزنی کرتا رہے گا۔

علم را بر تن زنی مارے بود

علم با بردل زنی یارے بود

اس کے برخلاف ایک علم وہ ہے جو اللہ کی عظمت اور کبریائی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس سے انسان مادیت کی پستی سے نکل کر روحانی رفعت حاصل کر لیتا ہے۔ اس علم سے خود غرضی اور ہوس پرستی سے نگاہیں بلند ہو کر مثالِ اعلیٰ پر مرکوز ہو جاتی ہیں۔ اس علم سے اخلاق و کردار میں رفعت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ اس علم سے انسان میں نگاہِ بلند

سبحن دلنوازا، جان پر سوز، پیدا ہو جاتی ہے۔

اس طرح وحی الہی تے علم کا قبلہ درست کر دیا۔ یہ علم و آگہی کی تاریخ میں عظیم الشان اصلاح ہے۔ یہ بنیادی اصلاح ہے۔ وحی الہی نے انسانی خرابیوں کی صحیح تشخیص کی ہے۔ افسوس مسلمانوں نے اس تشخیص کی صحیح قدر و قیمت نہیں جانی۔ صحیح علم بس وہی ہے جس کا قبلہ عظمت الہیہ اور تقدیس الہیہ جس کے پڑھنے سے انسان کے اندر حسن اخلاق، حسن کردار، خلوص اور قلبیت پیدا ہوتی ہے۔ ایسے بلند اخلاق اور بلند کردار لوگ انسانی معاشرہ کا گلی ہوتے ہیں۔ اسلام ایسے ہی مہذب، بشائستہ اور با اخلاق افراد پر مشتمل ایک فلاحی اور خیر خواہ معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔ ایسے لوگ اسلامی اخلاق اور اسلامی حیات کے بہترین نمونہ ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ تمام علوم و فنون جن میں عظمت خداوندی اور تقدیس اللہ کی روح سرایت کیے ہوئے ہو وہ سب عالم انسانیت کے حق میں نعمت ہیں اور رحمت ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری وحی جو نازل ہوئی وہ یہ ہے۔ "اے اور پڑھ لپیٹ کر لپیٹنے والے! اٹھو اور خیر دار کرو۔ اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔ (مذثرہ - ۱)

اس دوسری وحی تے رسول اللہ کو حکم دیا کہ وہ عام انسانوں کو ان کے اعمال کے نتائج بد سے ڈرائیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا بیانیگاہی اعلان کریں۔ خدائی کے دعویٰ اور دوسرے معبودوں کے ساتھ کسی قسم کی مداہمت اور رعایت نہ بہتیں۔ اس حکم کے ملنے کے بعد اللہ کے رسول نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت، تقدس و احترام کا نعرہ اس زور و شور سے لگا یا کہ اس کے بعد پھر کسی بخود غلط انسان کے لیے غیر اللہ پرستی کی گنجائش کم ہی رہی۔ پھر خدا بننے اور طاغوت بننے کا موقع نہ رہا۔ سب کی خدائی خاک میں مل گئی۔ سارے طاغوت سرنگوں کر دیے گئے۔ اس حقیقت کبریٰ کا اعتراف ہماری دینی روایات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد بت اور ندھے منہ گر پڑے۔ آتش کدوں کی آگ سرد پڑ گئی۔ ایوان کسریٰ کے کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے۔ طاغوت پرستی کے خلاف اس اعلان حق کے اثرات ختم نہیں ہوئے۔ وہ بعد میں بھی جاری

رہے۔ جب شکر اچار یہ نے جنوبی ہندوستان میں "مورتی کمٹاٹ" کی مہم چلائی تو دراصل یہ بنی عربی کے آوازہ حق کی صدا کے بازگشت تھی۔ جب مارٹن لوتھر نے پوپ کے خلاف ۹۵ نکات پر مشتمل فرد جرم عاید کی تھی تو یہ تعلیمات محمدی کا ہی فیضان تھا۔ قرآن مجید کا لاطینی ترجمہ پڑھ کر اس نے یہ مہم جاری کی تھی۔

عظمت خداوندی اور تقدیس خداوندی اسلام کے ہر رکن سے ظاہر ہے۔ نماز کا آغاز اذان سے ہوتا ہے۔ اذان میں چار مرتبہ اللہ اکبر کا معنی خیز نعرہ ہر مسجد سے بلند کیا جاتا ہے۔ دن رات میں پانچ مرتبہ اذان دی جاتی ہے۔ اس طرح بار بار یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ عظمت و کبریائی کی مستحق صرف اللہ وحدہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ انسان ذات کو بھولنے سے بھی حریم الوہیت — علو و جلال و کبریائی — میں قدم نہیں رکھنا چاہیے۔

سروری نہیاً فقط اس ذات بے ہمتا کر ہے

حکمران ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

یہ نعرہ یاد دلاتا ہے کہ اے انسان نادان! طاعت نہ بن، بندہ بن کر رہ!

اللہ اکبر کے نعرے جملے کی تفصیل کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے، جس میں طاعت کے انکار، اللہ پر ایمان اور راہ ہدایت کے لیے سنتِ محمدی کی اطاعت کی دعوت دی گئی ہے۔ جب تک غیر اللہ کا انکار نہ کیا جائے، اس وقت تک دل کی سرزمین میں ایمان کا بیج نہیں پھوٹ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اب جو کوئی طاعت کا انکار کرے، اللہ پر ایمان لائے، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا منقام کیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔"

(البقرہ - ۱۵۶)

آفاق میں اک نعرہ تکبیر لگا دو

طاعت کے ابواؤں کی بنیاد ہلا دو